زندۂ جاوید

جناب پنڈت ویاس دیو مصرا، بیرسٹرایٹ لا، نئی دہلی

زمانہ فانی، زمانہ والے فانی، زمانے کی ہر شے فانی دنیا کی کسی چیز کو بقائے دائمی نہیں۔ چاہے وہ بیل بوٹے ہوں، گل وغنچہ ہوں دشت وچمن ہوں غریب وامیر ہوں۔ بادشاہ وفقیر ہوں سب فانی ہیں یہاں تک کہ تاریخیں اور واقعات بھی فنا ہوجاتے ہیں۔ کوئی بادشاہ یا کوئی لیڈر مرنے کے بعد چند سال تک زندہ رہتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کا نام بھی فنا ہوجاتا ہے۔ اگر اعمال نیک ہیں تو دنیا ذرا دیر تک یاد رکھتی ہے اور اگر چال چلن خراب ہیں تو یاد بھی دیر تک قائم نہیں رہتی تمام نظام دنیا اس قانون کے ماتحت ہے انسان اگر اسے بدلنا چاہے تو نہیں بدل سکتا۔ جب تک دنیا قائم ہے یہ تبدیلیاں ہوتی ہی رہیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ ہم بھی بدلتے جائیں گے۔ تاج وتخت بھی بدلیں گے۔ طبل وعلم بھی تبدیل ہوں گے زمانہ بھی بدلے گا۔ زمانے والے بھی بدلیں گے۔ آج جہاں بڑے بڑے محل ہیں، بے شمار عیش وعشرت کے سامان مہیا ہیں شاید کل وہاں ویرانی کا دور دورہ ہو آج جہاں گلستان اندر گلستان ہیں اور فصل گل کی حکومت ہے۔ شاید کل صحرا ہی صحرا نظر آئے۔ انقلاب آتے دیر نہیں لگتی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بستیاں ویران ہوجاتی ہیں گھر برباد ہوجاتے ہیں، خاندان کے خاندان تباہ ہوجاتے ہیں جو گھر صبح کو بھائی، بھتیجوں، بال بچوں، چھوٹے بڑوں اور یار واحباب سے بھرا رہتا ہے دوپہر ہوتے ہوتے وہاں خاک اُڑنے لگتی ہے بھائی سے بہن چھوٹ جاتی ہے بچوں سے ماں کی گودیں خالی ہوجاتی ہیں، سر سے مالک کا سایہ اُٹھ جاتا ہے، سہاگنیں بیوہ ہوجاتی ہیں، لوگ مخالف ہوجاتے ہیں، مقدر برگشتہ ہوجاتا ہے زمانہ تاریک معلوم ہوتا ہے، تبسم گریہ میں تبدیل ہوجاتا ہے اور جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھئے بجز یاس وحرماں، رنج وغم اور جور وستم کے کچھ نہیں دکھائی دیتا۔

جو شے بن گئی وہ بگڑے گی ضرور۔ ایک چیز کا پیدا ہونا ہی اس کے فنا ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ درند، پرند، چرند سب فنا ہوجائیں گے مہر وماہ مٹ جائیں گے۔ آسمان ستاروں سے خالی ہوجائے گا۔ آسمان کی کمر ٹوٹ جائے گی، سینہ گیتی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا، موت کا فرشتہ ہر طرف دوڑتا ہوا نظر آئے گا اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب موت کو بھی موت کا سامنا کرنا ہوگا۔ کہیں کوئی چیز نہ باقی رہے گی بجز اس ہستی کے جو ان تمام حوادث کو اٹھا چکی ہے جس کی ثابت قدمی سے عرش بھی کانپتا ہے، جس کے صبر واستقلال مشیت پر چھا گئے ہیں، جس کی ہمت اور جرأت سے انقلابات زمانہ انگشت بدنداں ہیں، جس کی تین دن کی بھوک اور پیاس دونوں عالم کو ہلا سکتی ہے۔ ایسی زندہ جاوید ہستی کون ہے، وہ خدا کا بھیجا ہوا امام، حبیب کبریاؐ کا نواسہ، یداللہ کا لختِ جگر، بنت رسول کا لال، حسن مجتبیٰؑ کا بھائی حسینؑ ہے وہ حسینؑ جو اہل اسلام کے لئے شمع ہدایت اور دیگر

مذاہب کے لئے چراغ معرفت اور دنیا کے لئے کل ایمان بن کر آیا۔ کیوں نہ ہو زمانہ انتہائی پستی کی طرف مائل تھا لوگوں کے کردار جتنا گر سکتے تھے گر چکے تھے، میخواری جائز ہو چکی تھی جور و جفا، ستم واستبداد روا تھے، انسانیت خونخواری کا نام تھا، جو راہ راست پر چلنے کا ارادہ کرتا ذبح کر دیا جاتا۔ جو شراب خواری کے خلاف آواز بلند کرتا وہ جان سے جاتا۔ جو ذرا ابھرنے کی کوشش کرتا وہ اور اس کے اہل وعیال نذر تیغ کر دیئے جاتے۔ باطل اتنا مضبوطی سے دنیا پر غالب تھا کہ خدا کے نیک بندے بھی اس کے سائے میں پناہ لیتے تھے۔ ایسی مضبوط مہم کا مقابلہ کرنا معمولی انسان کا کام نہ تھا۔ اس مجسمۂ باطل حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے حسینؑ ابن علیؑ کل ایمان بن کر میدان عمل میں آیا۔ اکیلا نہیں آیا۔ ایمان کو بچانے کے لئے محض اپنی جان نہیں پیش کی بلکہ ایک کنبہ لے کر آیا، بھائی بھتیجے لے کر آیا لڑکے لڑکیاں لے کر آیا، چھوٹے چھوٹے بچے ہمراہ لایا، تمام اہل حرم ساتھ لایا، المختصر یہ کہ علیؑ وفاطمہؑ کی عمر بھر کی تمام کمائی نذر دینے کے لئے لایا۔ وہ دنیا کو بتا رہا تھا کہ جس چیز کو میں بچانے کے لئے آیا ہوں وہ بہت قیمتی ہے۔ اس کے بچانے کے لئے لڑکے قربان ہو سکتے ہیں، بھائیوں کی جانیں جاسکتی ہیں، شیر خوار نذر ناوک ہو سکتا ہے۔ سیدانیاں بیوہ ہو سکتی ہیں، خیمے نذر آتش کئے جاسکتے ہیں، نبی زادیوں کی ردائیں چھن سکتی ہیں۔ مگر شمع ایمان نذر طوفان نہیں کی جاسکتی۔ یہ وہ شمع ہے جس کو رسولؐ خدا نے خانۂ خدا میں روشن کیا، جس نے ذوالفقار کے سائے میں پناہ لی، جس کو فاطمہؑ کی عصمت نے چار چاند لگائے، جس کو حسینؑ کی شہادت نے بجھنے نہ دیا، یہ رسولؐ کی امانت اب حسینؑ کے پاس پہنچی اور کس دور میں پہنچی جب کہ ہر طرف باطل کی سیاہ آندھیاں چل رہی تھیں، ظلمت کا دور تھا، وحشت کا زمانہ تھا، اکثریت اس کی خواہاں کہ یہ شمع ہدایت ہمیشہ کے لئے خاموش کر دی جائے۔ حسینؑ کا منشاء کہ جان جاتی ہے تو جائے، بچے قربان ہوتے ہیں تو ہوں، خیمے لٹتے ہیں لٹیں، سیدانیاں مقید ہوں تو ہوں مگر شمع محمدیؐ بجھنے نہ پائے، نانا کا قول پیش نظر ''حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام'' حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ قول کا نصف حصہ یعنی ''حسینؑ مجھ سے ہے'' ایک نمایاں حقیقت ہے مگر ''میں حسینؑ سے ہوں'' یہ ثابت ہونا باقی ہے۔ رسولؐ کا مقصد شاید یہی تھا کہ حسینؑ مجھے اور میرے نام کو زندہ کرے گا اور اسی لئے کہا تھا کہ ''میں حسینؑ سے ہوں'' اور یہی سبب تھا کہ حسینؑ اپنی تمام بضاعت لے کر میدان کربلا میں قربان کرنے کے لئے لائے تاکہ دنیا سمجھ لے کہ نواسۂ رسولؐ کا مقصد بہت بلند اور عین ایمان ہے۔ حامیان باطل کے مقابلہ میں حسینی سپاہ کی وہی نسبت تھی جو شاید روز حشر اہل جنت واہل دوزخ میں ہو۔ اور حسینؑ کی اس مختصر سی فوج میں حبیب ابن مظاہر جیسے ضعیف العمر اور علی اصغرؑ جیسے شیر خوار بھی شامل ہیں حسینؑ نے قاسمؑ جیسا بھتیجا، عباسؑ جیسا بھائی راہ حق میں قربان کر دیا۔ مگر پھر بھی سنگدلی نہ پگھلی۔ یہ دیکھ کر کہ رسولؐ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں رسولؐ کی شبیہ یعنی علی اکبرؑ کو میدان جنگ میں بھیجا کہ شاید گمراہوں کو رسول یاد آجائیں اور وہ راہ حق پر آجائیں یہ

آخری نشانی تھی جس سے رسولؐ اللہ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔
مگر اللہ رے سنگدلی کہ زمانہ رسول اور رسالت کا اتنا مخالف ہوگیا تھا کہ رسولؐ کی شبیہ کا بھی پاس نہ کیا اور علی اکبرؑ کا خون حسینؑ کی نظروں کے سامنے بہادیا۔ رسولؐ کے نواسہ کے سامنے رسول کی شبیہ مٹادی گئی اور اس پر ہی ختم نہیں کیا۔ بلکہ نواسۂ رسول کو بھی شہید کیا۔ خیموں میں آگ لگادی بچوں کے گوشوارے اتار لئے اور سیدانیوں کو اسیر کرلیا۔ حسینؑ نے چند گھنٹوں میں اپنا تمام گھر لٹا دیا۔ راہ حق پر مٹنے کے لئے آئے تھے۔ شہید ہوگئے جس مقصد کے لئے نکلے تھے وہ پورا کیا دنیا کو دکھا دیا کہ راہ حق پر چلنے والے اس طرح قربانیاں دیتے ہیں۔ آج کسی قوم میں ایسی مثال نہیں ملتی حسینؑ نے دنیا کے ہر فرقے اور ہر مذہب کو راہ حق پر مرنا سکھایا۔ حسینؑ کی شہادت اس نکتہ کو ظاہر کرتی ہے کہ اگر ایمان پختہ ہوتو مرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اذیت محسوس نہیں ہوتی۔
ایک کربلا ہی کا محض سانحہ ہے جس نے اسلام کی تاریخ کو رنگین بنایا اور ایمان کی سب سے بڑی تبلیغ کی۔ مجھے یقین ہے کہ آہستہ آہستہ دنیا واقعہ کربلا سے سبق حاصل کرے گی اور ایک ایسا زمانہ یقینا آجائے گا جب ''حسینیت'' ہی ہر شخص کا مذہب ہوگا اور دنیا کے بغض وعناد، جور وستم، فتنہ وفساد ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے۔